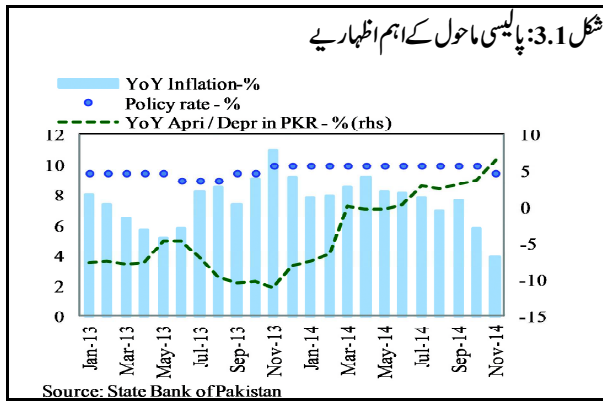


3 زری پالیسی و گرائی

3.1 عمومی جائزہ



اسٹیٹ بینک نے سال کی پہلی سہ ماہی کے دوران اپنے زری پالیسی موقف میں کوئی تبدیلی نہیں کی (شکل 3.1)۔ اسٹیٹ بینک نے گرتی ہوئی گرائی، بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری میں کمی اور بازار مبادلہ میں استحکام جیسی اطمینان بخش صورتحال میں اگست 2014ء میں آنے والے سیلاب کے غذائی گرائی اور سیاسی سرگرمیوں کے ممکنہ اثرات پر نظر رکھتی تھی۔ علاوہ ازیں، بڑھتے ہوئے تجارتی خسارے کے ساتھ آئی ایم ایف

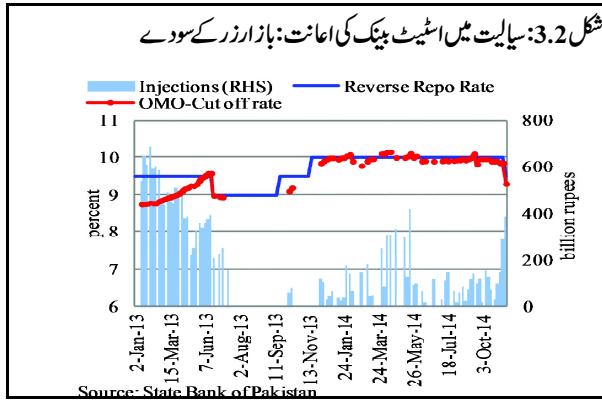
پروگرام کے چوتھے جائزے میں تاخیر نے زرمبادلہ قوم کی آمد کے متعلق غیر یقینی کیفیت کو بڑھا دیا تھا۔ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے اپنے جولائی اور ستمبر 2014ء کے پالیسی فیصلوں میں پالیسی ریٹ کو 10 فیصد پر برقرار رکھا تھا۔ بازار زر میں سیالیت کو محتاط انداز میں سخت رکھا گیا تاکہ شرح مبادلہ پر کسی بھی قسم کے غیر ضروری دباؤ سے بچا جاسکے اور پائیداری کو یقینی بنایا جاسکے۔

تاہم، دوسری سہ ماہی میں گرائی کے امکانات کو لاحق خطرات زائل ہو گئے۔ نہ صرف تلف پذیر ایشیا پر سیلاب کا اثر محدود تھا بلکہ اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی اور زری سختی کے تاخیر سے مرتب ہونے والے اثرات سے بھی گرائی کے امکانات کو بہتر بنانے میں مدد ملی۔ نومبر 2014ء میں سال بسال گرائی پہلے ہی گزر کر 4.0 فیصد پر آچکی ہے جو 13 برسوں کی پست ترین سطح ہے۔

آئی ایم ایف پروگرام کے پانچویں جائزے پر کامیاب مذاکرات نے بھی بیرونی شعبے کے متعلق خدشات کم کرنے میں مدد دی، جس کے نتیجے میں دسمبر 2014ء میں چوتھی اور پانچویں اقساط (1.1 ارب ڈالر مالیت کی) ایک ساتھ ملنے کی راہ ہموار ہو گئی تھی۔ حکومت نے عالمی منڈی¹ میں ایک ارب ڈالر مالیت کے صکوک بھی جاری کیے جس سے فنڈنگ کے اندرونی ذرائع پر حکومت کا انحصار کم ہو جائے گا اور بیرونی پوزیشن بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔²

¹ 500 ملین ڈالر کے بڈجٹ کے مقابلے میں مجموعی طور پر 2.3 ارب ڈالر مالیت کی بولیاں موصول ہوئی تھیں۔

² مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران درآمدی ماکاری کے قرضوں میں 149.5 ارب روپے کی خالص توسیع دیکھی گئی جو مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں 2.7 گنا زیادہ ہے۔ اسی طرح، ہسارنی ماکاری کو کاروں کے قرضوں کی بھرپور طلب سے فائدہ پہنچا (تفصیلات کے لیے دیکھئے سیکشن 3.4)۔



بیرونی شعبے کے مثبت امکانات کے ساتھ ساتھ بجٹ خسارے کو کم کرنے کی حکومتی کوششوں سے کمزور اقتصادی سرگرمی کو تحریک دینے کی گنجائش پیدا ہو گئی۔ اس لیے، اسٹیٹ بینک نے نومبر 2014ء کے زری پالیسی فیصلے میں پالیسی ریٹ 50 بی پی ایس کی کے ساتھ 9.5 فیصد کر دیا جبکہ جنوری 2015ء کے زری پالیسی فیصلے میں 100 بی پی ایس کی کے بعد یہ 8.5 فیصد پر آ گیا۔ اس کی سے نئی شعبے کو تقویت ملے گی کیونکہ نومبر کے مہینے میں

قرضوں کا موسمی استعمال بڑھ جاتا ہے۔ قرضوں کے چکر میں پہلی سہ ماہی کے دوران موسمی واپسی کی جاتی ہے اس لیے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ان میں 59.6 ارب روپے (1.6 فیصد) سال بسال کا خالص اضافہ ہوا جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 17.4 ارب روپے کی کمی دیکھی گئی تھی۔ اس غیر متوقع اضافے کا اہم سبب تجارتی حجم میں صحت مند نمو اور صارفی مالکاری میں اضافہ تھا۔

نئی شعبے اور حکومت کو قرضوں میں اضافے کے زر کی رسد پر توسیعی اثرات، زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی اور انتظام سیالیت کے لیے اسٹیٹ بینک کی بازار زر میں مداخلت کے نامطلوب لیکن تخفیفی اثرات نے زائل کر دیے۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زر 2 میں 6.0 ارب روپے کی معمولی کمی ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 21.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔

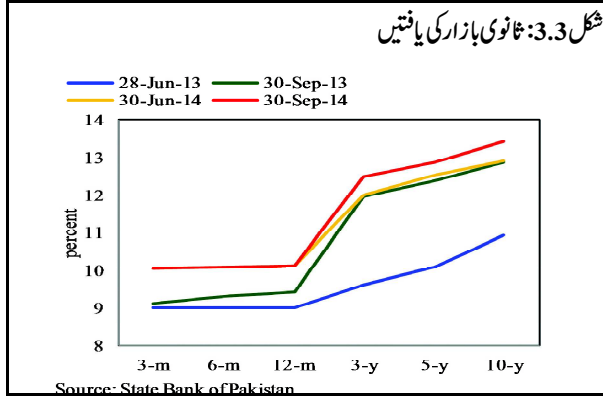
3.2 بازار زر میں پیش رفت

بازار مبادلہ میں ہونے والی پیش رفت اور بینکاری شعبے سے حکومتی قرض گیری میں کمی کا ادراک کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک کو بازار زر کی سیالیت کے انتظام میں محتاط ہونا پڑا۔ بازار مبادلہ میں سخت کوششوں کے بعد آنے والے استحکام کو اگست 2014ء میں کچھ مشکلات پیش آئیں کیونکہ اسلام آباد کے سیاسی واقعات کی وجہ سے غیر یقینی پن میں اضافہ ہو گیا تھا۔ جاری کھاتے کے خسارے میں تیزی سے اضافے اور سرکاری زرمبادلہ رقوم کی آمد میں ممکنہ تاخیر کے باعث حالات مزید پیچیدہ ہو گئے تھے (باب 5)۔³ اس کے نتیجے میں پاکستانی روپے کی قدر میں 2.8 فیصد تخفیف ہوئی اور اگست 2014ء کے دوران زرمبادلہ کے ذخائر میں 558.4 ملین ڈالر کی کمی واقع ہو گئی (شکل 3.1)۔⁴

اس صورتحال میں اسٹیٹ بینک نے بازار زر میں روپے کی سیالیت کو سخت رکھا تا کہ شرح مبادلہ پر دباؤ سے بچا جاسکے اور زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی کو روکا جاسکے۔ بہ وزن اوسط شبینہ نرخ بازار زر کے سودوں کے ذریعے شرح سود کو ریڈور کی بلائی حد کے بے حد قریب رہے (شکل 3.2)۔

³ جولائی کے لیے توازن ادائیگی کا ڈیٹا اگست 2014ء کے تیسرے ہفتے میں جاری کیا گیا۔

⁴ اگرچہ ستمبر 2014ء میں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر میں 224.3 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا تھا لیکن آئی ایم ایف پروگرام کے تحت خالص عالمی ذخائر کا آخری ستمبر کا ہدف حاصل نہیں ہو سکا جس کا سبب اوئی ڈی سی ایل کی جنکاری سے رقوم کا نہ ملنا ہے۔



نہ صرف بازار زر کے سودوں کی قاطع شرح ہائے سود، شرح سود کو ریڈور کی بالائی حد کے بے حد قریب رہی بلکہ بولی اور قبولیت کا تناسب (سہ ماہی میں 84.9 فیصد) بھی گزشتہ سہ ماہی (چوتھی سہ ماہی مالی سال 14ء) سے کم رہا۔ مزید برآں، سیالیت کے انتظام کے لیے اسٹیٹ بینک سے رجوع کرنا ظاہر کرتا ہے کہ کمرشل بینکوں نے قرض گیری کے لیے سہ ماہی کے دوران 98 بار سہولت کا استعمال کرتے ہوئے مجموعی طور پر 693.3 ارب روپے کا

قرضہ لیا جبکہ 163.4 ارب روپے کے فنڈز مختص کرنے کے لیے صرف 17 بار رجوع کیا گیا۔

اگرچہ سیالیت کے مستعد انتظام نے بازار مبادلہ میں استحکام برقرار رکھنے میں مدد دی لیکن اس نے حکومتی تمسکات میں بینکوں کی شراکت کو متاثر کیا اور بیرونی قرضوں کی طلب بڑھ گئی۔ خصوصاً، بیرونی کرنسی امانتوں پر تجارتی مالکاری (برآمدات و درآمدات دونوں کے قرضے) میں سہ ماہی کے دوران 439.1 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا اور یہ آخر ستمبر 2014ء تک بڑھ کر تاریخ کی بلند ترین سطح 2.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئی۔ ہماری رائے ہے کہ یہ اضافہ درآمد کنندگان کا مہونہ منت ہے جنہوں نے شرح سود کے تفرق سے فائدہ اٹھانے کے لیے بھاری مقدار میں قرض لیے تھے۔ علاوہ ازیں، شرح مبادلہ میں حرکت پذیری نے بھی بیرونی کرنسی میں قرض گیری کی مؤثر لاگت کا تعین کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

ملک میں بلند شرح سود کے باعث خط یافت کا ابتدائی سرا (ایک سال تک) تقریباً ہموار رہا (شکل 3.3)۔ خصوصاً، سہ ماہی اور بارہ ماہی ٹی بلز کے درمیان میعاد پر یکم سہ ماہی میں صرف 8 تا 15 فیصد رہا۔ اسی مدت میں بارہ ماہی ٹی بلز اور سہ سالہ پی آئی بیز کے درمیان میعاد پر یکم کا بھاری فرق 216 تا 245 پی پی ایس تک رہا۔ خط یافت میں ربط کا یہ فقدان پی آئی بیز کے لیے بازار کی جھوک بڑھانے کا باعث بنا۔ اس کے نتیجے میں حکومت سہ ماہی کے دوران منعقد ہونے والی پی آئی بیز کی تین نیلامیوں میں 303.7 ارب روپے جمع کرنے میں کامیاب رہی جبکہ ان کا مجموعی ہدف 300.0 ارب روپے تھا۔ تاہم، اسٹیٹ بینک کو ان نیلامیوں کی چلتائی میں سہولت دینے کے لیے بازار میں سیالیت کا ادخال کرنا پڑا، کیونکہ متعدد بینک زائد بولیاں دے رہے تھے۔ یہ معمول کی ایک مشق ہے جس کے ذریعے سرمایہ کاری کرنے والے بینک بازار زر یا اسٹیٹ بینک سے قرض لے کر اپنی پرکشش سرمایہ کاریوں کے لیے رقم مہیا کرتے ہیں۔

3.3 زری مجموعے

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زر کی رسد میں 0.1 فیصد کی معمولی کمی دیکھی گئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 0.2 فیصد کی توسیع ہوئی تھی۔ تاہم، یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ یہ کمی نجی شعبے کے قرضے سے نہیں آئی جس میں سہ ماہی کے دوران 1.6 فیصد اضافہ ہوا۔ دراصل اہم حصہ حکومتی قرض گیری کی پست سطح اور ناپسندیدہ حد تک بلند بیرونی خسارہ ہے جو بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی کا باعث بنا۔

جدول 3.1: زری مجموعے				
ارب روپے				
مطلق تبدیلیاں		ذخائر اس مدت تک		
مئی 15ء	مالی سال 14ء	ستمبر 14ء	جنوری 14ء	
-6.0	21.5	9,962.0	9,968.0	زری رسد (زرر)
25.0	194.6	9,392.1	9,367.0	خالص ملکی اثاثے
-67.1	174.2	1,804.5	1,871.6	اسٹیٹ بینک
92.1	20.4	7,587.6	7,495.5	کمرشل بینک
-31.0	-173.2	570.0	601.0	خالص بیرونی اثاثے
-8.0	-146.1	481.6	489.6	اسٹیٹ بینک
-23.0	-27.1	88.3	111.4	کمرشل بینک
ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان				

بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثے
بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں تخفیف سے بیرونی کھاتے پر دباؤ، جاری کھاتے کے خسارے میں تیزی سے اضافہ اور قرضہ وغیرہ قرضہ رقوم دونوں کی آمد میں کمی کی عکاسی ہوتی ہے۔⁵ تاہم، یہ تخفیف مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں خاصی کم ہے، جب ملک کو آئی ایم ایف کی بھاری رقم واپسی کرنا تھی (جدول 3.1)۔

بینکاری نظام میں کمرشل بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی زیادہ نمایاں تھی۔ دراصل بین الینک منڈی میں اسٹیٹ بینک کی جانب سے زرمبادلہ کی اعانت خاصی محدود رہی، جس کا سبب آئی ایم ایف پروگرام کے تحت اس کے خالص عالمی ذخائر کے سہ ماہی اہداف ہیں۔ اس کے نتیجے میں بھاری بھر کم درآمدی ادائیگیوں کی مالکاری کا بوجھ کمرشل بینکوں پر آن پڑا جس کی عکاسی ان کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی اور ایف ای 25 امانتوں پر درآمدی مالکاری کے تاریخی لحاظ سے بلند ترین حجم سے ہوتی ہے۔⁶ چونکہ ایف ای 25 امانتوں کی خالص وصولی، زرمبادلہ قرضوں کی طلب کے مقابلے میں بہت کم تھی، اس لیے کمرشل بینکوں کو بیرون ملک زرمبادلہ سرمایہ کاریوں/رکھی گئی رقوم کو استعمال کرنا پڑا تھا۔ کمرشل بینکوں کے دعووں (اثاثوں) میں بیرونی سے ملکی اقامتی افراد کو اس منتقلی کے نتیجے میں خالص بیرونی اثاثوں میں کمی واقع ہو گئی۔

بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثے

بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں موجود مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 2.3 فیصد تھی، مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں گر کر صرف 0.3 فیصد رہ گئی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اس کی کاسب حکومتی قرض گیری میں کمی تھی کیونکہ اس سہ ماہی میں غیر سرکاری شعبے کے قرضوں میں نمو کی سطح بلند رہی۔ بینکاری نظام میں اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں میں سہ ماہی کے دوران خالص کمی دیکھی گئی اس کے باوجود آخر ستمبر 2014ء کے لیے آئی ایم ایف سے طے شدہ خالص ملکی اثاثوں کا ہدف اوجی ڈی سی ایل کی نجکاری رقوم کے نہ ملنے کی وجہ سے حاصل نہیں کیا جاسکا۔

میزانی مالکاری کے لیے حکومتی قرض گیری⁷

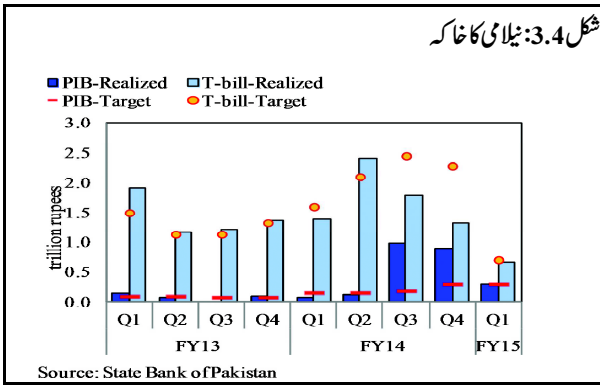
سہ ماہی کے دوران قومی بچت اسکیموں کے فنڈز کی وافر دستیابی نے اعانت میزانیہ کے لیے حکومت کے بینکوں کی مالکاری پر انحصار میں کمی کردی۔ مالی سال 15ء کے دوران بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں قرض لی گئی رقم کا تقریباً 70 فیصد تھی۔ مزید

5 تفصیلات کے لیے دیکھئے بیرونی شعبے پر باب 5۔

6 خصوصاً ایف ای 25 امانتوں پر سہ ماہی کے دوران درآمدی مالکاری (صرف درآمدات کے لیے قرضے) 615.5 ملین ڈالر اضافے کے ساتھ بڑھ کر 1,266.6 ملین ڈالر کی تاریخی لحاظ سے بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔

7 اس سیکشن میں زیر بحث اعداد و شمار نقد بنیادوں پر ہیں، جو زری سروے سے مختلف ہوں گے۔

جدول 3.2: پہلی سہ ماہی میں خالص میزانی قرض گیری			
نقد بنیادوں پر ارب روپے			
م 15ء	م 14ء	م 13ء	
139.9	198.0	151.5	بینکاری نظام
-39.0	352.8	-412.1	اسٹیٹ بینک
178.9	-154.8	563.6	جدولی بینک
ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان			



برآں، قرض گیری کی پست سطح کے ساتھ بینکاری نظام کی فنڈنگ کے ذریعے میں موافق تبدیلی آئی: گذشتہ برس قرض گیری کے لیے اسٹیٹ بینک پر بہت زیادہ انحصار کے برعکس حکومت نے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کو 39.0 ارب روپے واپس کیے (جدول 3.2)۔ اس رقم کی واپسی سے حکومت کو اسٹیٹ بینک سے میزانی قرض گیری کی (ایس بی پی ایکٹ 1956ء میں دی گئی) سہ ماہی حد صرف تک رکھنے میں مدد ملی لیکن یہ آئی ایم ایف پروگرام کے تحت آخر ستمبر کا ہدف پورا کرنے کے لیے کافی نہیں تھی۔ صکوک کے اجرا میں تاخیر اور اوجی ڈی سی ایل کی نجکاری وصولیوں کی رقوم نہ ملنا اس انحراف کی اہم وجوہات ہیں۔ اسی لیے اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری کا حجم

آخر ستمبر 2014ء تک 2,288.7 ارب روپے رہا جبکہ اس کے لیے آئی ایم ایف نے 2,070 ارب روپے کا ہدف مقرر کیا تھا۔

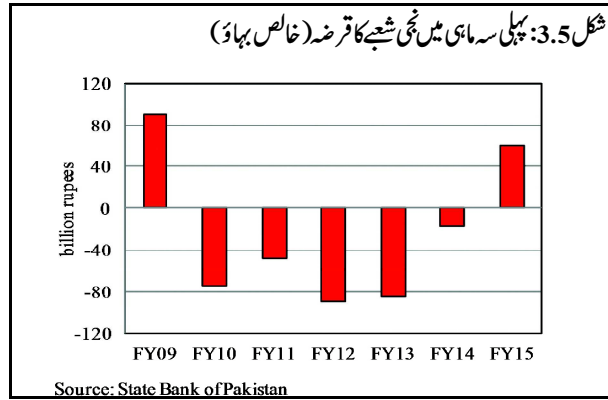
مالی سال 15ء میں کمرشل بینکوں سے حکومتی قرض گیری کا رجحان مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے بالکل برعکس تھا۔ حکومت نے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں کمرشل بینکوں سے 178.9 ارب روپے قرض لیے جبکہ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 154.8 ارب روپے کی خالص رقوم واپس کی گئی تھیں (جدول 3.2)۔ اس تبدیلی کا اہم سبب مستقبل کی شرح ہائے سود کے متعلق بازاری توقعات اور اس کی وجہ سے حکومتی تمسکات میں بینکوں کی دلچسپی تھی۔

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں بینک شرح سود میں اضافے کی توقع کے باعث ٹی بل نیلامیوں میں سرگرم شرکت سے باز رہے تھے جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں انہیں نرخ میں کچھ ممکنہ کٹوتی کے ساتھ پالیسی میں اسی رجحان کے برقرار رہنے کی توقع تھی۔ اس تناظر میں کمرشل بینک دستیاب شرح ہائے سود پر حکومت کے خطرے سے پاک تمسکات میں رقوم لگانے میں دلچسپی لے رہے تھے⁸ جس سے حکومت کو بازار سے اپنی فنڈنگ کی ضروریات بڑی حد تک پورا کرنے میں سہولت ملی تھی۔ خصوصاً حکومت کو پی آئی بی کی بنیادی نیلامیوں میں 303.7 ارب روپے حاصل ہوئے جبکہ سہ ماہی کے لیے نیلامی سے قبل (مجموعی) 300.0 ارب روپے کا ہدف مقرر کیا گیا تھا۔ حکومت ٹی بلز سے 658.0 ارب روپے جمع کرنے میں کامیاب رہی جبکہ سہ ماہی کے لیے 700.0 ارب روپے کا ہدف مقرر کیا گیا تھا (شکل 3.4)۔

8 شرح سود میں کٹوتی کے متعلق بازاری توقعات سال کی دوسری سہ ماہی میں بار آور ثابت ہوئیں، جب اسٹیٹ بینک نے اپنے نومبر 2014ء کے زری پالیسی فیصلے میں پالیسی ریٹ 50 پیس پوائنٹس کم کر کے 9.5 فیصد کر دیا۔

جدول 3.3: اجناس کی سرگرمیاں			
ارب روپے			
مطلق تبدیلی		ذخائر اس مدت تک	
پہلی سہ ماہی، 15ء	پہلی سہ ماہی، 14ء	ستمبر 14ء	جون 14ء
-15.0	-20.2	371.2	386.2
-2.1	-5.7	44.7	46.8
-6.7	3.9	51.8	58.4
0.0	0.0	1.0	1.0
-23.7	-22.0	468.7	492.4
ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان			

قرض گیری کے اس رجحان سے حکومت کو اپنے ملکی قرض کی عرصیت کا خاکہ بہتر بنانے میں مدد ملی اور اس نے نرخوں کے از سر نو تعین اور اجرائے ثانی خطرات کو بھی زائل کر دیا۔⁹ کمرشل بینک بھی اپنے فنڈز کو پی آئی بیز میں مختص کرنے پر خوش تھے کیونکہ ٹی بلز اور پی آئی بیز کی یافتوں (جو مرس 14ء کی پہلی سہ ماہی میں نمودار ہوئی تھیں) کے درمیان ربط کا فقدان مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں برقرار رہا ہے (شکل 3.3)۔



اجناس کی سرگرمیاں اعانت میزانیہ کے علاوہ حکومت اپنی اجناس کی سرگرمیوں کی مالکاری کے لیے بھی بینکاری شعبے سے رجوع کرتی ہے۔ اجناس کی سرگرمیوں کے قرضوں میں سہ ماہی کے دوران 23.7 ارب روپے کی خالص کمی دیکھی گئی اور یہ آخر ستمبر 2014ء تک بڑھ کر 468.7 ارب روپے تک پہنچ گئے۔

مزید برآں، اجناس وارتقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ سہ ماہی کے دوران تین اہم اجناس کے قرضوں کی خالص واپسی کی گئی جس میں گندم کی مالکاری سرفہرست تھی (جدول 3.3)۔¹⁰

3.4 نجی شعبے کا قرضہ

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نجی شعبے کے قرضوں میں 1.6 فیصد سال بسال نمو ہوئی جو پانچ برس کے وقفے کے بعد مثبت نمو ہے (شکل 3.5)۔ تاہم، تفصیلی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اضافہ اس مدت کے دوران درآمدی مالکاری کے بڑھنے سے ہوا ہے (جدول 3.4)۔

سہ ماہی کے دوران جاری سرمائے اور معین سرمایہ کاری قرضوں کی خالص واپسی کی گئی (جدول 3.1)۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ چینی اور ٹیکسٹائل کی صنعتوں کے جاری سرمائے کے قرضوں کی موسمی واپسی گذشتہ برس کے مقابلے میں مضبوط رہی۔ تاہم، اس کے اثرات پیٹرولیم ریفائنریز اور سیمنٹ سازوں کی جانب سے بلند قرضوں نے زائل کر دیے۔ اس کے نتیجے میں جاری سرمائے کے مجموعی قرضے گذشتہ برس کے

⁹ تفصیلات کے لیے ملکی قرضے کا سیکشن دیکھئے۔

¹⁰ گندم کی خریداری (مارچ تا جون) کے موسم کے خاتمے کے بعد سرکاری خریداری ایجنسیاں عام طور پر جولائی سے گندم پر لیے گئے قرضوں کی واپسی شروع کر دیتی ہیں۔

زری پالیسی و گرائی

جدول 3.4: نجی شعبے کو قرضے میں تبدیلی		
ارب روپے	م 14ء	م 15ء
نجی شعبے کو قرضہ (نس)	-17.4	59.6
جس میں		
الف) غیر بینک مالی اداروں کو قرضہ	-16.2	-14.0
ب) نجی شعبے میں کاروبار	-3.0	13.6
جس میں		
جاری سرمایہ	-31.3	-16.9
معین سرمایہ کاری	19.4	-27.4
برآمدی مالکاری	-9.5	8.4
درآمدی مالکاری	18.4	49.5
ج) صارفی مالکاری	13.4	5.1
جس میں		
ذاتی قرضے	10.0	1.9
گاڑیوں کے قرضے	3.1	3.6
ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان: (نس): زری سروے		

مقابلے میں قرضوں کی کم واپسی کو ظاہر کر رہے ہیں۔

گذشتہ برسوں سے جاری رجحان کے مطابق حکومتی تمسکات میں بینک کی بھاری سرمایہ کاریوں نے نجی شعبے کے لیے قرضوں کی رسد میں کمی کردی۔ 2014ء کے آغاز سے بینک پی آئی بیز میں سرگرمی سے سرمایہ کاری کر رہے ہیں جو اشیا سازی کے شعبے کی جانب سے بینکوں کو ملنے والی بہ وزن اوسط شرح قرض گاری سے بلند منافع کے حامل ہوتے ہیں (جدول 3.5)۔ بازار کی جانب سے مستقبل قریب میں پالیسی ریٹ میں اضافے کی توقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کی ترغیب کے جاری رہنے کا امکان ہے۔ علاوہ ازیں، منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ فی الوقت بینک صرف اچھی ساکھ والے صارفین کو قرض دے رہے ہیں جبکہ دیگر قرض گیر بڑی حد تک بازار سے نکل چکے ہیں۔

مالکاری کی قسم کے لحاظ سے

قرض گیری

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران درآمدی مالکاری میں 49.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 14ء کی اسی مدت میں 18.3 ارب روپے بڑھے تھے۔ اس توسیع کا اہم محرک کھاد، بنیادی دھاتوں، پیٹرولیم مصنوعات اور خوردنی تیل کی بلند درآمدات تھیں۔ خوردنی تیل و گھی کی درآمدی مالکاری بلند مقدار کے باعث گذشتہ برس کے

جدول 3.5: اشیا سازی کے شعبے میں قرضے پر منافع کی شرح				
ٹی بلز اور پی آئی بیز				
فیصد				
دسمبر 11ء	دسمبر 12ء	جون 13ء	جون 14ء	ستمبر 14ء
11.94	11.83	11.92	11.97	11.94
12.18	12.45	12.75	12.75	12.45
10.90	10.40	10.90	10.40	10.90
10.66	9.70	10.66	9.70	10.66
10.29	12.10	10.29	12.10	10.29
10.50	12.10	10.50	12.10	10.50
-	12.59	-	12.59	-
* سہ ماہی ٹی بلز اور سہ سالہ پی آئی بیز کے ماہانہ اوسط قاطع شرح ہائے سود				
ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان				

مقابلے میں گئی ہوگی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، درآمد کنندگان کے لیے امریکی ڈالر میں قرض لینا فائدہ مند تھا تا کہ وہ پاکستانی روپے اور امریکی ڈالر کے قرضوں کے درمیان فرق سے فائدہ اٹھا سکیں، خاص کر پاکستانی روپے کے مستحکم امکانات کو مد نظر رکھتے ہوئے (باب 5)۔

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران معین سرمایہ کاری قرضوں میں 27.4 ارب روپے کی خالص واپسی کی گئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 19.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ شعبہ وار معلومات سے نشانہ دہی ہوتی ہے کہ قرضوں کی واپسی میں بڑا حصہ توانائی اور ٹیکسٹائل کے شعبے کا ہے (بالترتیب 16.3 ارب روپے اور 6.5 ارب روپے) (جدول 3.6)۔ دونوں شعبوں نے گزشتہ برس اپنی پیداواری گنجائش بڑھانے اور تعمیر و مرمت کے لیے معین سرمایہ کاری قرضے لیے تھے۔

جاری سرمائے کے قرضے جن کی مدت ایک برس ہوتی ہے، عام طور پر ایشیا ساؤتھ افریقہ کی جانب سے خام مال کی خریداری اور نقد رقوم کے موسمی بہاؤ کو ظاہر کرتے ہیں۔ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 16.9 ارب روپے کی کمی ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 31.3 ارب

جدول 3.6: نجی شعبے کے کاروبار کو قرضہ								
تبدیلیاں ارب روپے میں								
مطلق تبدیلی		جاری سرمایہ		معین سرمایہ کاری		تجارتی مالکاری		
م 14ء	م 15ء	م 14ء	م 15ء	م 14ء	م 15ء	م 14ء	م 15ء	
-3.0	13.6	-31.3	-16.9	19.4	-27.4	8.8	57.9	نجی کاروباری ادارے
7.7	9.5	8.0	6.1	-0.7	3.4	0.4	0.1	(1) زراعت
-26.7	-14.7	-37.8	-46.6	14.2	-9.4	-3.2	41.2	(2) اشیاء سازی
-46.3	-24.8	-40.9	-39.6	-0.9	0.4	-4.5	14.5	غذا و مشروبات
-8.3	-11.5	-6.9	-12.3	0.0	0.1	-1.4	0.7	چاول
-31.0	-27.2	-28.3	-35.1	1.4	6.6	-4.1	1.3	چینی
5.5	-3.3	4.5	-4.1	-0.2	-0.1	1.2	0.9	مشروبات
4.4	9.4	-0.2	2.2	0.0	-1.9	4.6	9.1	خورائی تیل و گھی
-0.2	7.9	1.7	3.9	-0.3	0.2	-1.6	3.9	فیڈنگ سامان
0.3	-14.8	9.7	-9.6	-0.9	-6.5	-8.5	1.3	ٹیکسٹائل
-1.3	2.8	-4.9	2.8	4.3	-1.2	-0.8	1.3	سیسٹ
14.0	18.9	2.6	10.0	10.8	1.4	0.6	7.5	پیپر و پلم مصنوعات
9.0	6.6	3.2	1.3	1.0	-3.0	4.8	8.3	بنیادی دھاتیں
25.6	-2.1	15.4	15.1	6.9	-16.3	3.2	-0.8	(3) بجلی
-7.1	-0.6	-2.9	0.5	-5.1	-1.0	1.0	-0.2	(4) ٹیلی کام
-4.8	1.3	-8.3	-2.6	1.1	0.1	2.3	3.8	(5) کامرس و تجارت
-3.2	-2.5	-4.2	-2.7	1.1	0.0	0.0	0.2	(6) تعمیرات
1.5	2.2	0.6	0.4	2.2	-0.3	-1.3	2.0	(7) کان کنی و کوہ کنی
3.4	8.0	0.4	-0.1	-0.6	0.1	3.7	7.9	(8) جہاز سازی
0.4	8.8	-2.1	5.0	0.1	1.5	2.3	2.2	(9) ریتل اسٹیٹ
0.2	3.8	-0.4	7.9	0.2	-5.6	0.4	1.4	(10) دیگر *
* ماہی گیری، ہٹل، ٹرانسپورٹ، تعلیم و صحت وغیرہ								
ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان								

روپے کم ہوئے تھے۔ قرضوں کی واپسی میں بڑا حصہ چینی، ٹیکسٹائل اور چاول کی پروسیسنگ کرنے والی صنعتوں کا تھا۔ اجناس کی عالمی قیمتوں کے رجحان کو مد نظر رکھتے ہوئے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مالی سال 15ء کے دوران اشیا سازی کے لیے جاری سرمائے کی ضرورت گزشتہ برس سے کم رہے گی (باب 2)۔

جہاں تک جاری سرمائے کے قرضوں کا تعلق ہے مالی سال 14ء کی اسی مدت کے مقابلے میں چینی کی فرم نے 6.8 ارب روپے کے زائد قرضے واپس کیے۔ جیسا کہ باب دوم میں بحث کی جا چکی ہے، چینی سازوں کو گزشتہ برس سیالیت میں مشکلات کا سامنا تھا جس کا سبب باقی ماندہ اضافی ذخیرہ اور مضبوط پیداوار تھی، جس نے انہیں بینکوں سے بھاری قرض لینے پر مجبور کر دیا۔ معمول کے مطابق بیشتر قرضوں کی واپسی پہلی سہ ماہی میں کی گئی۔

ٹیکسٹائل کا شعبہ جس کا نجی کاروباری اداروں کے قرضوں میں حصہ 20 فیصد ہے، اس نے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 14.8 ارب روپے کے قرضے واپس کیے جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 10.3 ارب روپے کی معمولی توسیع ہوئی تھی۔ قرضوں کے اس حد تک سکڑنے کی توقع کی جارہی تھی کیونکہ کپاس کی قیمتوں میں خاصے اضافے کی وجہ سے ٹیکسٹائل سازوں کو گزشتہ برس زیادہ قرض لینا پڑا تھا (باب 2)۔ مزید برآں، مالی سال 14ء میں جی ایس پی پلس حیثیت ملنے کے بعد برآمد کرنے والی بڑی فرم نے معین سرمایہ کاری قرضوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنی پیداوار سرگرمیوں میں توسیع اور اسے بہتر بنانے کے اقدامات کیے تھے۔ ان قرضوں کو پہلی سہ ماہی میں واپس کیا جانا تھا۔

صارفی مالکاری

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صارفی مالکاری میں 2.3 فیصد سال بسال نمو ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 6.5 فیصد کی نمو ہوئی تھی۔ صارفی مالکاری میں سے قدرے کم خطرے کی حامل کار مالکاری میں 5.6 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس یہ 6.2 فیصد بڑھی تھی۔ کار مالکاری کے ضوابط میں ایک ترمیم کی وجہ سے مالی سال 15ء میں کار مالکاری میں پائیدار نمو کو مزید تقویت حاصل ہوئی۔ نئے ضابطے کے تحت اب بینک 9 سال تک پرانی کاروں پر مالکاری فراہم کر سکتے ہیں۔¹¹ علاوہ ازیں، ٹویونا کرولا کے جس ماڈل کا طویل عرصہ سے انتظار کیا جا رہا تھا، اس کا متعارف ہونا بھی مالی سال 15ء میں کار کے قرضوں کی بلند طلب کا باعث بنا۔

3.5 گرانہ

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سال بسال عمومی گرانہ ایک ہندسی رہی اور یہ رجحان جولائی 2012ء سے جاری ہے۔¹² مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اوسط صارف اشاریہ قیمت گرانہ کم ہو کر 7.5 فیصد ہو گئی جو گزشتہ برس کی اسی سہ ماہی میں 8.1 فیصد تھی (جدول 3.7)۔ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں سال بسال گرانہ پست رہی اور اس میں مزید کمی کا رجحان ہے۔

¹¹ بی بی آر ڈی سرکلر نمبر 07، بتاریخ 23 جولائی 2014ء کے مطابق استعمال شدہ کاروں کی خریداری کی مالکاری میں دلچسپی رکھنے والے بینک / ترقیاتی مالی ادارے استعمال شدہ کاروں کی قدر کا تعین کرنے کے لیے لیکسائز رجسٹرڈ خطوط تیار کریں گے۔ لیکن بینک / ڈی ایف آئی نو برس سے پرانی کاروں کی مالکاری نہیں کر سکیں گے۔

¹² نومبر 2013ء، دو واحد مہینہ تھا جب سال بسال گرانہ 10.9 فیصد تک پہنچ گئی تھی۔

جدول 3.7: سال بسال گرانی کی سہ ماہی اوسط فیصد				
تراشیدہ	غیر غذائی غیر توانائی	غذا	صارف اشاریہ قیمت	
7.8	8.5	9.1	8.1	جولائی تا ستمبر
9.0	8.4	10.7	9.7	اکتوبر تا دسمبر
8.2	7.8	8.0	8.1	جنوری تا مارچ
8.4	8.6	8.2	8.6	اپریل تا جون
7.3	8.0	6.6	7.5	جولائی تا ستمبر
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات				

گرانی کے دباؤ میں یہ کمی اس میں اضافے کے خطرات کے باوجود دیکھنے میں آئی ہے۔ خاص کر اس بات کا خطرہ موجودہ تھا کہ سیلاب سے ملک بھر میں تلف پذیر غذائی اشیاء کی دستیابی متاثر ہو سکتی ہے جبکہ رمضان المبارک اور عید کے موقع پر قیمتوں میں ہونے والے موسمی اضافے سے بھی صورتحال بگڑنے کی توقع تھی۔¹³ علاوہ ازیں، بجلی کی قیمتوں میں اضافے کی بھی توقع کی جا رہی تھی، جس کے نتیجے میں گرانی میں مزید اضافے کا خدشہ تھا۔

لیکن 2014ء کے سیلاب نے قیمتوں پر اتنے اثرات مرتب نہیں کیے جتنے اس نے ماضی میں کیے تھے، کیونکہ سیلاب کی شدت اتنی نہیں تھی جتنی اس کی توقع کی جا رہی تھی (باب 5)۔ جہاں تک رمضان کے اثر کا تعلق ہے یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ تازہ پھلوں، پیاز، ٹماٹر، آلو اور سبز یوں جیسی عام اشیاء کی گرانی میں سہ ماہی بنیادوں پر اضافہ ہوا تھا لیکن گندم، خوردنی تیل اور گھی جیسی بھاری اشیاء کی ارزانی نے اس کے اثرات مکمل طور پر زائل کر دیے۔¹⁴ حکومت نے سہ ماہی کے دوران بجلی کی قیمت میں اضافہ کر دیا لیکن یہ اضافہ توقع سے کم تھا۔

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں اس مالی سال میں گرانی کم ہونے کی وجوہات یہ ہیں (i) اناج کی بہتر رسد (ii) تیل کی معتدل قیمتیں (iii) بجلی کی قیمتیں بڑھنے میں تاخیر کی خبریں اور (iv) خوردہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی۔ اوپر دیے گئے موافق رسدی عوامل کی وجہ سے غذائی گرانی میں کمی زیادہ نمایاں تھی۔ قوزی گرانی کے دونوں پیمانے بھی معتدل ہو گئے ہیں (جدول 3.7)۔

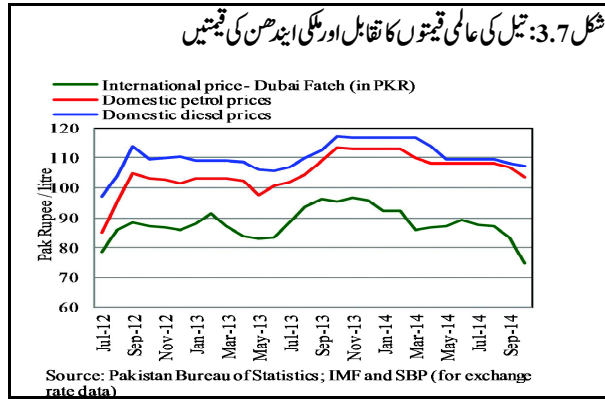
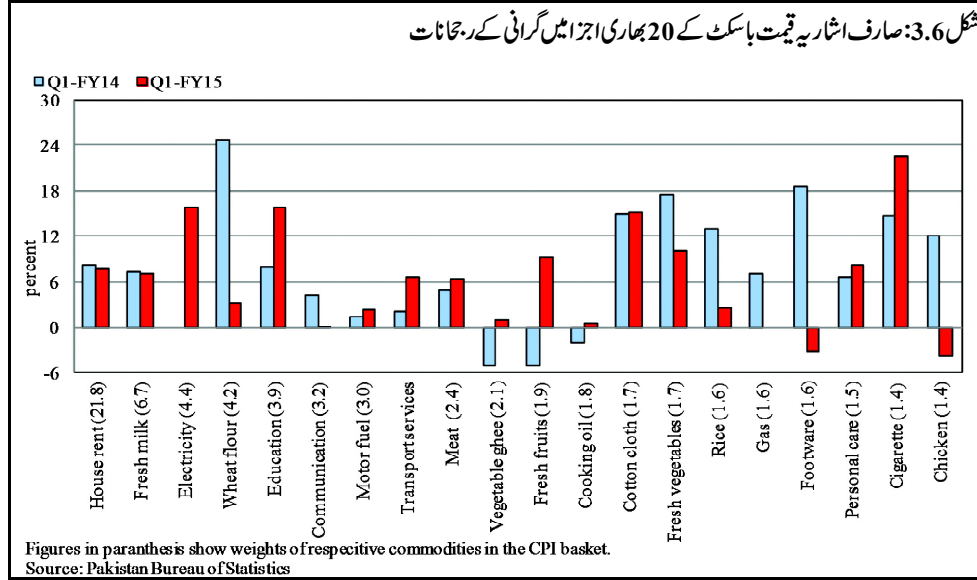
غذائی رسد میں بہتری

اگر ہم صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کے بھاری اجزاء پر نظر ڈالیں تو مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گرانی میں ہونے والی پیشتر کمی آٹے، چاول اور تازہ سبزیوں میں نظر آتی ہے (شکل 3.6)۔ اس بہتری کا بنیادی سبب بہتر پیداوار کی بدولت ملکی ذخائر کا بڑھنا اور اگست و ستمبر 2014ء میں بروقت درآمدات تھیں۔¹⁵ اسی طرح، اس برس ملکی منڈی میں زیادہ چاول دستیاب تھے کیونکہ تاجروں نے کمزور عالمی قیمتوں کی وجہ سے انہیں برآمد نہیں کیا (باب 5)۔ جہاں تک تازہ سبزیوں کا تعلق ہے ان کی رسد بروقت درآمدات کی وجہ سے ٹھیک رہی۔ مزید برآں، پیاز اور

13 ماہ رمضان قیمتوں میں اضافہ، خصوصاً تلف پذیر غذائی اشیاء میں، معمول ہے اور ایسا تقریباً ہر سال دیکھنے میں آتا ہے۔

14 نئی فصل کی آمد کے ساتھ گندم کی قیمتوں میں کمی شروع ہو گئی ہے۔ اپریل تا جون میں گندم کی قیمت گذشتہ سہ ماہی کے مقابلے میں اوسطاً 11.7 فیصد کم رہی۔ یہ رجحان جولائی تا ستمبر جاری رہا جب گندم کی قیمت میں سہ ماہی بنیادوں پر مزید 0.5 فیصد کمی ہوئی۔ جہاں تک خوردنی تیل اور گھی کا تعلق ہے تو ان کی قیمتیں عالمی قیمتوں سے براہ راست منسلک ہوتی ہیں۔ عالمی منڈی میں پام آئل کی قیمتوں میں کمی اپریل 2014ء سے شروع ہوئی تھی۔ مارچ 2014ء میں پام آئل کی تجارت 850 ڈالر فی میٹرک ٹن پر ہو رہی تھی جو کہ جون میں گر کر 758.5 ڈالر پر آ گئی اور صرف ستمبر میں مزید کم ہو کر 657 ڈالر پر آ گئی۔

15 رجب 2014ء میں گندم کی پیداوار میں 4.4 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا تھا جبکہ ملک نے اگست اور ستمبر کے دوران 275,000 میٹرک ٹن گندم درآمد کی تھی۔



ٹھاڑوں کی قیمتیں گزشتہ برس سے کم تھیں، جس کا سبب طلب و رسد کا بہتر انتظام ہے۔¹⁶

سرکاری قیمتیں عمومی گرانہ پر اثر انداز ہوتی رہیں حکومت نے صرف کے مختلف مدارج (slabs) کی بجلی کی قیمتوں میں اکتوبر 2013ء میں اوٹا 16 فیصد کا اضافہ کیا تھا۔ صرف یہ اضافہ ہی مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کی گرانہ میں 0.7 فیصدی درجے اضافے کا باعث بنا۔ اگر حکومت اعلان کے مطابق بجلی کی قیمتوں میں مزید اضافہ کرتی تو اس کی شدت بڑھ سکتی تھی۔

جہاں تک موٹر اینڈھن کا تعلق ہے تو خام تیل کی عالمی قیمتوں میں خاصی کمی کے باوجود مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اینڈھن کی ملکی قیمتوں میں صرف نامیہ کمی دیکھی گئی (شکل 3.7)۔ تاہم، اکتوبر میں حکومت نے تیل کی قیمتوں میں مزید کمی (3.3 روپے فی لیٹر) کردی جبکہ آخر نومبر 2014ء میں مزید کمی کی گئی۔

¹⁶ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان نے اپنی بیاز کی برآمدات دگنی کردی تھیں جس کا اہم مقصد بھارتی فصل کے نقصان کی تلافی تھا۔ اس کے نتیجے میں مقامی منڈی میں طلب و رسد کا فرق پیدا ہو گیا۔ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں ٹھاڑ کی مقامی فصل کو نقصان پہنچا تھا۔ اگرچہ حکومت نے اس کی بھارت سے درآمدات بڑھادی تھیں لیکن ان کی مقدار طلب و رسد کا فرق کم کرنے کے لیے ناکافی تھی۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مٹی کے تیل، سگریٹ، میٹھے مشروبات وغیرہ جیسے کچھ صارفین اجزاء حکومت یا اشیا سازوں کی جانب سے طے کردہ خوردہ قیمتوں سے زائد پرفروخت کیے جا رہے ہیں۔ صوبائی رسد و قیمتوں کے حکمجات کے ساتھ ساتھ ان کے رسد و قیمت کے دفاتر کو بھی وفاقی حکومت کی جانب سے متعلقہ قوانین کے تحت اس مشق کی نگرانی کرنے کے اختیارات حاصل ہیں۔¹⁷

سگریٹ کی قیمتوں میں اضافہ

2014-15ء کے بجٹ میں خاص طور پر سگریٹ پر عائد وفاقی ایکسائز ڈیوٹیز میں اضافہ نہیں کیا گیا تھا بلکہ تھوک و خوردہ سطح پر ان کے نفاذ کو سادہ بنایا گیا اور اس کی تشکیل نو کی گئی۔ خصوصاً، مرکب فارموں پر مبنی تین مدارج کے بجائے اب ڈیوٹی مخصوص نرخ پر مبنی دو مدارج پر عائد کی جاتی ہے۔ اس عمل کی سادگی کا نتیجہ سگریٹ کی بلند خوردہ قیمت کی صورت میں نکلا تھا (مختلف برانڈز کے لیے 13.5 فیصد تا 27.6 فیصد اضافہ)۔ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی صارف اشاریہ قیمت گرانی میں صرف سگریٹ کا حصہ 0.4 فیصدی درجے تھا۔

مستقبل کے امکانات

نومبر 2014ء میں صارف اشاریہ قیمت گرانی 13 برسوں کی پست ترین سطح 4.0 فیصد پر آ چکی ہے جو آخر اکتوبر 2014ء میں اعلان کردہ ایندھن کی ملکی قیمتوں میں کمی اور غذائی رسد کی صورتحال میں بہتری کی عکاس ہے۔ یہ نرمی زیادہ وسیع الہیاد تھی کیونکہ اس میں غذائی اجزاء کے ساتھ ساتھ مکانات، پانی، بجلی، گیس گروپ نے بھی اہم کردار ادا کیا۔¹⁸ وہ عوامل جو سال کے باقی حصے میں گرانی کے متعلق ہمارے جائزے کے لیے اہم ہیں، ذیل میں دیے گئے ہیں:¹⁹

☆ آخر نومبر 2014ء میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ایک بار پھر بھاری کمی کا اعلان کیا گیا ہے جس سے توقع ہے کہ موٹر ایندھن گرانی مزید کم ہوگی، صارف اشاریہ قیمت گرانی پر اس کے براہ راست اثر کے ساتھ ساتھ دیگر اجزاء پر لاگتی گرانی کے ذریعے۔

☆ تیل کی گرتی ہوئی عالمی قیمتوں کے باعث اب حکومت کے پاس بجلی کی قیمتوں میں مزید اضافے کو مؤخر کرنے کی گنجائش نکل آئی ہے۔

☆ نومبر 2014ء کے آئی بی اے واسٹیٹ بینک کے اعتماد صارف سروے کے مطابق گرانی کی توقعات آئندہ چھ مہینوں تک کم رہیں گی۔ توانائی کی گرانی میں اہم کمی کی توقع ہے (تیل کی پست قیمتوں کا نتیجہ) جس کے بعد غذائی گرانی بھی کم ہوگی۔

☆ چونکہ ایندھن کی قیمتوں کا گھرانوں کی گرانی کی توقعات سے گہرا ربط ہوتا ہے اس لیے امید ہے کہ پیٹرولیم مصنوعات کی ملکی قیمتوں میں کمی ان کی گرانی کے متعلق توقعات پر مثبت اثر ڈالے گی اور

17 قیمتوں پر کنٹرول اور نفع خوری و ذخیرہ اندوزی کی روک تھام کا ایکٹ، 1977ء۔

18 مجموعی صارف اشاریہ قیمت گرانی میں ان اجزاء کا حصہ گزر کر 2.2 فیصدی درجے اور 1.4 فیصدی درجے پر آ گیا جو مالی سال 15ء کی اوسط سہ ماہی گرانی میں بالترتیب 2.8 اور 2.2 فیصدی درجے تھا۔

19 دو مختلف اعلامیوں کے ذریعے وفاقی حکومت نے بجلی کے صارفین پر 52 پیسے فی یونٹ اور 1.50 روپے فی یونٹ تسویہ (equalization) سرچارجز عائد کیے ہیں۔

☆ امریکی ڈالر کے مقابلے میں مستحکم پاکستانی روپے سے اجناس کی گرتی ہوئی عالمی قیمتوں، خصوصاً خام تیل و غذا کی، کے ملکی گرائی پر مثبت اثر میں شدت آئے گی۔²⁰

☆ تاہم، جنوری 2015ء میں گیس انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی) کا ممکنہ نفاذ گرائی پر مثبت اثر ڈال سکتا ہے۔

²⁰ دسمبر 2014ء میں بین الاقوامی صکوک اور آئی ایم ایف ایف کی چوٹی اور پانچویں اقساط کی مد میں 2.1 ارب ڈالر ملنے سے پاکستانی روپے کی قدر میں استحکام آیا ہے۔